www.KitaboSunnat.com



ترجمہ: عبد الحنان کیلانی[1]
محمد مقصود احمد

# مستند احادیث میں قیامت کی نشانیاں[2]

مغربی دنیا میں 'قیامت کا وقوع' آئندہ سال ۲۰۱۲ء کا ایک مرغوب موضوع ہے۔ انٹرنیٹ پر ہزاروں ویب سائٹیں اور سینکڑوں کتب اس پر لکھی جاچکی ہیں حتیٰ کہ دسمبر ۲۰۱۲ء میں قیامت کی منظر کشی پر بننے والی ایک فلم نے ۷۰۰ ملین ڈالر کا ریکارڈ بزنس کیا ہے۔ بہت سی ویب سائٹوں پر 'کاؤنٹ ڈاؤن میٹر' لگے ہوئے ہیں جو قیامت کی آمد میں باقی لمحات کی گنتی پیش کر رہے ہیں۔ قدیم مایا تہذیب اور امریکی خلائی ادارے 'ناسا' کے سائنسدانوں نے بھی اگلے سال کو دنیا کے لئے خطرناک قرار دیا ہے۔ مغربی تعلیم یافتہ مسلمان اس طرح کے تجزیوں اور پیشین گوئیوں سے متاثر ہو کر بسا اوقات پریشان ہو جاتے ہیں۔ ذیل میں ہم تفصیل کے ساتھ قرآن وسنت میں درج مستند علاماتِ قیامت پیش کر رہے ہیں جس سے ایک مسلمان کا اعتقاد پوری طرح نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔ اس شمارے میں قیامت کی ۱۰ چھوٹی نشانیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، جبکہ دوسری قسط میں قیامت کی بڑی نشانیوں پر مستند شرعی معلومات پیش کی جائیں گی۔ جس کی رو سے یاجوج ماجوج کے خروج، دجال کی آمد، حضرت عیسیٰ کے نزول اور دنیا بھر پر اسلام کے غلبے سے پہلے قیامت کا وقوع ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان واعتقاد کو مضبوط فرمائے۔ مدیر

## قیامت کی چھوٹی نشانیاں

یہاں ہم قیامت کی چھوٹی نشانیوں کا تذکرہ کریں گے، اس کے بعد آئندہ مضمون میں قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں زیر بحث لائی جائیں گی۔ ان شاء اللہ

① رسول اللہ ﷺ کی بعثت

② شق قمر

١ اُستاذ لاہور اسلامک یونیورسٹی (جامعہ لاہور اسلامیہ)، لاہور
٢ نام عربی کتاب: أشراط الساعة از ڈاکٹر عبد اللہ بن سلیمان غفیلي



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



③ حجاز کی وہ آگ جس سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو گئیں۔
④ فتنے
⑤ جھوٹے مدعیانِ نبوت دجالوں کا خروج
⑥ لونڈی کا اپنے مالک کو جنم دینا، ننگے پاؤں، بے لباس اور بکریوں کے چرواہوں کا عمارتوں میں فخر کرنا
⑦ علم کا اُٹھ جانا اور جہالت کا ظاہر ہونا
⑧ درندوں اور جمادات کا انسانوں سے کلام کرنا
⑨ قطع رحمی، برے ہمسائے اور فساد کا ظاہر ہونا
⑩ زلزلوں کی کثرت، چہروں کے مسخ ہونے، پتھروں کی بارش اور زمین میں دھنسنے کا عام ہونا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے بعض لوگوں کو سزا دی۔

### ۱. رسول اللہ ﷺ کی بعثت

آپ ﷺ کی بعثت قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور قربِ قیامت پر دلیل ہے۔ آپ ﷺ نے خاتم النّبیین ہونے کی حیثیت سے یہ خبر دی ہے۔ اس پر نبی ﷺ سے وارد کئی صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

① حضرت ابو ہریرہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی دو اُنگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: «بُعثت أنا والساعة كهاتين»[1]
"میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں۔"

② سہل بن سعد سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
«بعثت أنا والساعة كهاتين» وأشار بأصبعه السبابة والوسطى[2]
"میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی تشہد اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ فرمایا۔"

---

۱ صحیح بخاری: ۶۵۰۵
۲ ایضاً: ۵۱۰۴



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



④ انس بن مالک کی حدیث ہے، کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«بعثت أنا والساعة كهاتين» [كفضل أحدهما علىٰ الأخرى] وضم السبابة والوسطة[1]

"میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں جیسے ان دو انگلیوں میں سے ایک کی دوسری پر برتری ہے۔ آپ نے سبابہ اور وسطی انگلی کو ملایا۔"

یہ احادیث اور اس معنی کی دوسری احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کی بعثت قیامت کی پہلی نشانی ہے کہ آپ خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ ﷺ سے قریب قیامت کا قائم ہونا اس طرح ہے جیسے تشہد کی انگلی سے درمیانی انگلی قریب ہے جیسا کہ یہ تشبیہ گذشتہ احادیث میں وارد ہوئی ہے۔

امام قرطبی قیامت کی علامات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: "پہلی علامت خود نبی ﷺ ہیں، کیونکہ آپ نبی آخر الزمان ہیں۔ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔"

حافظ ابن رجب کا قول ہے: انھوں نے نبی ﷺ کے اس فرمان «بعثت أنا والساعة كهاتين» کی تفسیریوں کی کہ آپ ﷺ نے سبابہ اور وسطی انگلیوں کو ملایا۔ یعنی قیامت کا قربِ زمانہ ایسا ہے جیسے سبابہ کی وسطی سے قربت ہے کہ آپ کی بعثت کے بعد آپ کے اور قیامت کے درمیان کسی دوسرے نبی کے آئے بغیر قیامت قائم ہو گی۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«أنا الحاشر الذي يحشر الناس على قدمي، وأنا العاقب»[2]

"میں حاشر ہوں، لوگ قیامت کے دن میرے قدموں پر جمع کیے جائیں گے۔"

معلوم ہوا کہ حاشر وہ ہے جس کے قدم پر لوگ قیامت کے دن جمع کیے جائیں گے یعنی لوگوں کا اُٹھنا اور ان کا جمع ہونا آپ کی بعثت کے بعد ہو گا۔ تو آپ رسالت اور اپنے عاقب ہونے کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ لوگ اپنے حشر کے لیے اکٹھے کیے جائیں گے۔ عاقب وہ جو تمام انبیا

---

۱ صحیح مسلم:۲۹۵۱
۲ صحیح بخاری:۳۵۳۲



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے بعد آیا اور اسکے بعد کوئی نبی نہیں گویا آپ کی بعثت علاماتِ قیامت میں سے ہے۔

## ۲. شق قمر

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ ....﴾[1]

"قیامت قریب آگئی اور چاند ہٹ گیا، یہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ پہلے سے چلا آتا جادو ہے۔"

حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ﴿وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہوا تھا جیسا کہ یہ صحیح اسانید کے ساتھ احادیثِ متواترہ میں وارد ہوا ہے۔ اس امر پر علما کا اتفاق ہے کہ انشقاقِ قمر کا وقوع نبی ﷺ کے زمانے میں ہوا اور یہ آپ کے نمایاں معجزات میں سے ایک ہے۔[2]

متعدد صحیح احادیث میں وارد ہے کہ چاند نبی ﷺ کے زمانے میں شق ہوا، مثلاً

① عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے، کہتے ہیں:

بينما نحن مع رسول الله ﷺ بمنى إذ انفلق القمر فلقتين، فكانت فلقة وراء الجبل وفلقة دونه، فقال لنا رسول الله ﷺ: «اشهدوا»[3]

" ایک دفعہ منیٰ میں ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے اور دوسرا اس کے سامنے تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کہا: گواہ ہو جاؤ۔"

② حضرت انس کی حدیث: أن أهل مكة سألوا رسول الله ﷺ أن يريهم آية فأراهم انشقاق القمر[4]

" اہل مکہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کو کوئی نشانی دکھلائیں تو آپ نے ان کو چاند کا پھٹنا دکھایا۔"

---

۱ سورۃ القمر:۱

۲ تفسیر ابن کثیر: ۲۳۵/۴

۳ صحیح مسلم: ۲۸۰۰

۴ ایضاً: ۲۸۰۲



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ شق قمر نبی ﷺ کے بڑے معجزات میں سے ہے اور اس کو آیت کے ظاہر سیاق کے ساتھ متعدد صحابہ نے روایت کیا ہے۔ زجاجؒ فرماتے ہیں:

''بعض مخالف ملت بدعتیوں نے اس (شق قمر) کا انکار کیا ہے، یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اندھا کر دیا ہے۔ حالانکہ اس میں عقل کے لیے انکار ممکن نہیں، کیونکہ قمر اللہ کی مخلوق ہے، وہ اس میں جو چاہے کرے جیسا کہ آخر میں وہ اسے لپیٹ دے گا اور فنا کر دے گا۔''

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

''جمہور فلسفیوں نے شق قمر کا انکار کیا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ آفاقی نشانیوں میں پھٹنا اور مل جانا درست نہیں، یہی رائے ان کی معراج کی رات آسمان کے دروازوں کے کھلنے کے بارے میں بھی ہے اور اس کے علاوہ بھی قیامت کے دن سورج کو لپیٹنے کے متعلق بھی ان سے انکار منقول ہے۔''

ان کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ کافر ہیں تو اوّلاً دین اسلام کے ثبوت پر مناظرہ کریں پھر وہ ان ماہرین کے ساتھ شریک ہو جائیں جو اس کے منکر ہیں اور جب مسلمان بغیر تناقض کے اس کے بعض کو ثابت کر دے کہ قرآن میں قیامت کے دن پھٹنے اور مل جانے کے ثبوت پر انکار کا کوئی راستہ نہ ہو تو یہ نبی کے معجزے کے واقع ہونے کو ثابت کرتا ہے

## ۳. حجاز کی وہ آگ جس سے بصری میں اونٹوں کے گردنیں روشن ہو گئیں

نبی ﷺ سے مروی احادیث وضاحت کرتی ہیں کہ سرزمین حجاز سے اس آگ کا نکلنا جس سے بصری شہر میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہوئیں، علاماتِ قیامت میں سے ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لا تقوم الساعة حتى تخرج نار من أرض الحجاز تضيء أعناق الإبل ببصرى»[1]



۱ صحیح بخاری: ۷۱۱۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ حجاز کی سرزمین سے آگ نکلے گی جس سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔"

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"مدینہ منورہ میں ہمارے زمانے (۶۵۴ھ) میں حرۃ (میدان) کے پیچھے شہر کی مشرقی جانب سے آگ نکلی اور وہ آگ بہت بڑی تھی۔ تمام شام اور شہر والوں کے نزدیک اس کا علم تواتر سے ہے اور مجھے اس شخص نے اس آگ کے بارے میں بتایا ہے جو اہل مدینہ میں سے وہاں موجود تھا۔"

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"شیخ شہاب الدین ابو شامہ (جو اپنے زمانے میں شیخ المحدثین اور استاذ المورخین تھے) نے ذکر کیا ہے کہ (۶۵۴ھ میں) جمعہ کے دن جمادی الآخر کی پانچ تاریخ کو مدینہ منورہ کی بعض وادیوں میں ایسی آگ پھیلی ہوئی جس کی لمبائی چار فرسخ اور چوڑائی چار میل تھی۔ وہ چٹانوں پر بہہ رہی تھی یہاں تک کہ اس کی چٹانیں شیشے کی طرح ہو گئیں پھر وہ سیاہ کوئلے کی طرح ہو گئیں۔ اس کی روشنی میں لوگ رات کے وقت تیماء شہر (جو مدینہ منورہ کے شمال میں ۴۲۰ کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے) تک جاتے تھے اور یہ آگ ایک ماہ تک رہی۔ اہل مدینہ نے اسے یاد رکھا ہے اور اس کے بارے میں اشعار بھی کہے ہیں۔ یہ آگ اس آگ کے علاوہ ہے جو آخری زمانے میں نکلے گی، لوگوں کو جمع کرے گی، ان کے ساتھ رات گزارے گی، جہاں وہ رات گزاریں گے اور ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی، جہاں وہ قیلولہ کریں گے۔ اس مضمون کے دوسرے حصے میں قیامت کی بڑی نشانیوں میں اس کا ذکر ہوگا۔"

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"وہ بات جو میرے لیے واضح ہوئی وہی ہے جسے قرطبی وغیرہ نے سمجھا ہے، لیکن وہ آگ جو لوگوں کو جمع کرے گی تو وہ دوسری آگ ہے۔"[1]

---

۱ فتح الباری: ۱۳/ ۷۹



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



برزنجی اس آگ کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"یہ آگ اس آگ کے علاوہ ہے جو آخری زمانے میں نکلے گی۔ لوگوں کو ان کے محشر میں اکٹھا کرے گی، ان کے ساتھ رات گزارے گی اور قیلولہ کرے گی۔"[1]

## ۴. فتنے

اِلفتن فاء کے کسرہ اور تاء کے فتحہ کے ساتھ فتنۃ کی جمع ہے۔

ابن فارس کہتے ہیں:

"فا، تا، ن یہ حروفِ اصلی ہیں۔ ہفت اقسام صحیح ہیں جو آزمائش وامتحان پر دلالت کرتے ہیں۔"

ازہری فرماتے ہیں:

"کلام عرب میں فتنے کا بنیادی معنی آزمائش وامتحان ہے اس کی اصل اس قول سے ماخوذ ہے: فتنت الفضۃ والذھب یعنی میں نے سونے اور چاندی کو آگ میں پھینکا تا کہ ردی کی عمدہ سے تمیز ہو جائے۔ اسی سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ ۝ ﴾[2]

"ہاں یہ وہ دن ہے کہ یہ آگ پر اُلٹے سیدھے پڑیں گے۔"

یعنی وہ آگ میں جلائے جائیں گے۔ اور کبھی لفظِ فتنہ قرآن کریم میں آزمائش وامتحان کے معنی میں بھی آیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ ﴾[3]

"الٓمّٓ ! کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لے آئے ہیں، ہم اُنہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟ ان سے اگلوں

۱ الإشاعة لأشراط الساعة: ۹۴

۲ الذاریات: ۱۳

۳ العنکبوت: ۱ تا ۳



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کو بھی ہم نے خوب جانچا، یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور اُنہیں بھی معلوم کرلے گا جو جھوٹے ہیں۔"

وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ کا معنی یہ ہے کہ وہ آزمائے نہ جائیں اور فتنہ کا معنیٰ یعنی وہ اُمتیں جو ان سے پہلے تھیں، ہم نے ان کی آزمائش کی کہ جن کی طرف ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا تو اُنہوں نے اسی طرح کہا جس طرح اے محمد ﷺ! تیری اُمت نے اپنے دشمنوں کے سامنے کہا اور ہم نے ان کو ان لوگوں پر قدرت دی جو ان کو ایذا دیتے تھے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام جب ہم نے ان کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا تو ہم نے ان کی فرعون اور ان کے سرداروں کے ساتھ آزمائش کی اور جس طرح عیسی علیہ السلام کو ہم نے بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا تو ہم نے اس کے پیروکاروں کا اس کے نافرمانوں کے ساتھ امتحان لیا۔ اسی طرح ہم نے (اے محمد ﷺ!) تیرے متبعین کی تیرے مخالف دشمنوں کے ساتھ آزمائش کی۔

جرجانی نے فتنہ کی تعریف اس طرح کی ہے:

"فتنہ وہ چیز ہے کہ جس کے ساتھ انسان کے لیے خیر وشر واضح ہو جائے۔ کہا جاتا ہے: فتنت الذهب بالنار جب کہ تو سونے کو آگ میں جلا دے تاکہ تو معلوم کرے کہ یہ خالص ہے یا ملاوٹ شدہ ہے، اسی سے فتّان ہے جو اس پتھر کو کہتے ہیں جس کے ساتھ سونے اور چاندی کو جانچا جاتا ہے، لیکن وہ فتنے کہ جن کے بارے نبی ﷺ نے اپنی احادیث میں خبر دی ہے کہ آپ کی اُمت عنقریب اس میں بہت زیادہ مبتلا ہو گی اور وہ فتنے ان پر بارش کے قطروں کی طرح بھیجے جائیں گے تو یہ امتحان وآزمائش کے قبیل سے ہے تاکہ خیر وشر اور اس سے تعلق کے حوالے سے انسان کی حالت واضح ہو جائے اور اس میں اہل لغت کے نزدیک بعض دوسرے معانی بھی مذکور ہیں: ۱۔ قتل ۲۔ اختلاف ۳۔ عذاب ۴۔ تغیر احوال وزمانہ"

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"فتنے کا اصل معنی امتحان وآزمائش ہے، شرع میں یہ ناپسندیدہ چیز کے کشف کے امتحان میں مستعمل ہے۔ کہا جاتا ہے: فتنت الذهب جب تو سونے کو آگ کے



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ساتھ جانچ کرے تاکہ تو اس کی عمدگی دیکھے۔"

① مطلوب سے غفلت کے معنی میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ [1]

"تمہارے مال اور اولاد تو سراسر تمہاری آزمائش ہیں۔"

② دین سے پلٹنے پر مجبور کرنے کے معنی میں مستعمل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ فَتَنُوا۟ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ﴾ [2]

"بے شک جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو ستایا۔"

اور یہ فتنہ، گمراہی، گناہ، کفر اور عذاب کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ان تمام معانی کا اعتبار سیاق و قرائن سے ہوگا۔ بہت زیادہ صحیح نصوص دلالت کرتی ہیں کہ علاماتِ ساعة میں سے کثرتِ ہرج بھی ہے اور وہ قتل، فساد، فتنوں کا ظہور، ان کا پھیلنا، شہروں میں ان فتنوں کا نازل ہونا، ان کی مصیبت اور ہولناکی کا بڑھنا ہے، یہاں تک کہ ان فتن کے شدتِ وقوع سے مسلمان آدمی شام کو کافر ہوگا اور صبح کو مؤمن ہوگا۔ صبح کو مؤمن ہوگا تو شام کو کافر ہوگا اور ایک فتنہ دوسرے کے پیچھے آئے گا تو مؤمن کہے گا یہ مجھے ہلاک کر دے گا، پھر وہ گزر جائے گا اور دوسرا ظاہر ہوگا تو وہ کہے گا یہی ہے مجھے ہلاک کرنے والا؛ جب تک کہ اللہ چاہے گا۔ پس زمانہ گزرتا جائے گا اور اس کے بعد شر ہوگا جیسے جیسے زمانہ اپنے اہل کے ساتھ طویل ہوگا اور ان سے بعید ہوگا تو فتنے مصائب کے لحاظ سے زیادہ سخت اور عظیم ہوں گے۔ جیسا کہ شریعت کی نصوص اس پر شاہد ہیں اور اس پر کئی حوادثات و واقعات بھی دلالت کرتے ہیں:

① حضرت زبیر بن عدی سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ ہم انس بن مالک کے پاس آئے تو ہم نے حجاج سے ملنے والی تکالیف کی آپ سے شکایت کی تو آپ نے کہا: میں نے تمہارے نبی سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«اصبروا فإنه لا يأتي عليكم زمان إلا الذي بعده شر منه حتى تلقوا ربكم» [1]

۱ التغابن:۱۵

۲ البروج:۵



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



”میں نے تمہارے نبی ﷺ سے سنا ہے، صبر کرو تم پر جو زمانہ گزرے گا، اس کے بعد اس سے بدتر زمانہ ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جاملو۔“

② حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بلاشبہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«بادروا بالأعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنًا ويمسي كافرًا أو يمسي مؤمنًا ويصبح كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا»[2]

”تم نیک اعمال میں جلدی کرو، ان فتنوں سے پہلے جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے۔ (اس وقت) آدمی صبح کو مؤمن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر، وہ اپنے دین کو دنیا کے فائدے کے بدلے فروخت کر دے گا۔“

③ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو ہم نے ایک جگہ قیام کیا، ہم میں سے کچھ لوگ خیمہ درست کر رہے تھے کچھ لوگ تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے اور کچھ لوگ اونٹ لے کر چراگاہ میں گئے تھے کہ اچانک اللہ کے رسول ﷺ نے منادی کی کہ نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔ پس ہم نبی کے پاس جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«إنه لم يكن نبي قبلي إلا كان حقًا عليه أن يدل أمته على خير ما يعلمه لهم وينذرهم شر ما يعلمه لهم وإن أمتكم هذه جعل عافيتها في أولها وسيصيب آخرها بلاء وأمور تنكرونها وتجيء فتن فيرقق بعضها بعضًا، وتجيء الفتنة فيقول المؤمن: هذه مهلكتي ثم تنكشف فيجيء الفتنة فيقول المؤمن: هذه هذه فمن أحب أن يزحزح عن النار ويدخل الجنة فلتأته منيته وهو يؤمن بالله واليوم الآخر وليأت إلى الناس إلى يحب أن يوتى إليه»[3]



۱ صحیح بخاری: ۷۰۶۸

۲ صحیح مسلم: ۱۱۸

۳ ایضاً: ۱۸۴۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"مجھ سے پہلے جو بھی نبی گزرا، اس پر واجب تھا کہ اپنی اُمت کی خیر کی طرف راہنمائی کرے اور ان کو برائی سے روکے۔ اس اُمت کی عافیت اس کی ابتدا میں رکھی گئی ہے اور اس کے آخر میں لوگ آزمائش اور ناپسندیدہ اُمور کا سامنا کریں گے۔ کوئی فتنہ آئے گا تو اس کا بعض حصہ بعض حصے کو خوشنما بنادے گا، پھر فتنہ آئے گا تو مؤمن کہے گا: یہ مجھے ہلاک کردے گا، جب وہ گزر جائے گا تو مؤمن کہے گا کہ یہ میری ہلاکت کا باعث ہے۔ جو آدمی چاہتا ہے کہ وہ جہنم سے بچ جائے اور جنت میں داخل ہو تو پھر اس کی موت اس حال میں آنی چاہیے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں سے ایسا سلوک کرے جس کی توقع وہ اپنے لیے کرتا ہے۔"

نبی ﷺ نے مسلمانوں کی ایسے امر کی طرف توجہ فرمائی جو لوگوں کو ان فتنوں، برائیوں اور گناہوں سے محفوظ رکھے، لہٰذا آپ نے ان کو حکم دیا کہ ان فتنوں سے اللہ کی پناہ پکڑو، اعمالِ صالحہ میں جلدی، اللہ اور آخرت کے دن پر ایمانِ کامل اور مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنے کے ساتھ ان فتنہ سے دوری اختیار کرو۔

④ اس معنی میں نبی ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے:

«تعوذوا بالله من الفتن ما ظهر منها وما بطن»[1]

"تم ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔"

⑤ حضرت حذیفہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

" كان الناس يسألون رسول الله عن الخير وكنت أسأله عن الشر مخافة أن يدركني، فقلت: يا رسول الله! إنا كنا في جاهلية وشر،فجاءنا الله بهذا الخير فهل بعد هذا الخير من شر؟ قال: «نعم» قلت: وهل بعد ذلك الشر من خير؟ قال: «نعم وفيه دخن» قلت: وما دخنه؟ قال: «قوم يهدون بغير هدى، تعرف منهم وتنكر» قلت:فهل بعد ذلك الخير من شر؟ قال: «نعم، دعاة إلى

1 صحیح مسلم:۲۸۶۷



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



أبواب جهنم، من أجابهم إليها قذفوه فيها» قلت: يارسول الله صفهم لنا؟ قال: «هم من جلدتنا ويتكلمون بألسنتنا» قلت: فما تأمرني إن أدركني ذلك؟ قال: «تلزم جماعة المسلمين وإمامهم» قلت فإن لم يكن لهم جماعة ولا إمام؟ قال: «فاعتزل تلك الفرق كلها ولو أن تعض بأصل شجرة حتى يدركك الموت وأنت علىٰ ذلك»[1]

''لوگ نبی ﷺ سے خیر کے بارے میں سوال کرتے تھے اور میں شر کے بارے میں سوال کرتا، اس ڈر سے کہ میں اس میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ ہم جاہلیت کے شر میں تھے تو اللہ تعالیٰ ہمارے پاس اسلام کی خیر لائے۔ کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں، میں نے کہا: پھر کیا اس شر کے بعد کوئی خیر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں لیکن اس میں کچھ خرابی ہے۔ میں نے کہا: کیا خرابی ہے؟ فرمایا: لوگ ہوں گے جو میری ہدایت کے علاوہ دوسری ہدایت حاصل کریں گے۔ تو ان میں سے کچھ چیزیں پہچانے گا اور کچھ کا انکار کرے گا۔ میں نے کہا: اس خیر کے بعد کوئی شر ہے؟ فرمایا: ہاں جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے۔ جو ان کی دعوت کو قبول کرے گا وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان کی کچھ صفات بیان فرمایئے؟ فرمایا: وہ ہمارے جیسے ہوں گے اور ہماری زبانوں کے ساتھ کلام کریں گے۔ میں نے کہا: اگر یہ وقت مجھ پر آ جائے تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: مسلمانوں کی جماعت اور امام کو لازم پکڑو۔ میں نے کہا: اگر ان کی جماعت اور امام نہ ہو تو؟ فرمایا: ان تمام فرقوں سے الگ رہو اور تو کسی درخت کی جڑ کو مضبوطی سے پکڑ لے یہاں تک کہ تجھے موت آجائے اور تو اسی حال میں ہو۔''

اس کے علاوہ بھی بہت زیادہ احادیث ہیں کہ جن کو اس جگہ لانا باعثِ طوالت ہو گا۔ یہ تمام احادیث اس امر عظیم پر دال ہیں جس سے نبی ﷺ نے متنبہ فرمایا اور اس کے انجام سے اپنی اُمت کو ڈرایا۔ ان کی اس امر کی طرف راہنمائی فرمائی جو لوگوں کو ان برائیوں اور

1 صحیح بخاری:۳۶۰۶



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گناہوں سے باز رکھے کہ وہ ان (فتن) سے پناہ طلب کریں اور ان سے دوری اختیار کریں، اللہ تعالیٰ پر صحیح ایمان کے ساتھ۔ آپ کے اوامر ونواہی کی اتباع کے ساتھ، اہل سنت والجماعت کے گروہ کو لازم پکڑنے کے ساتھ، اگرچہ وہ کمزور ہوں اور تعداد میں کم۔

### ۵. جھوٹے مدعیانِ نبوت دجالوں کا خروج

قیامت کی علامات اور نشانیوں میں سے جھوٹے دجالوں کا نکلنا ہے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے اور اپنے سرکردہ قائد کے ساتھ فتنے کو ہوا دیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے خبر دی ہے کہ ان کی تعداد تیس (۳۰) کے قریب ہے، فرمایا:

① «لا تقوم الساعة حتى يبعث دجالون، كذابون قريبًا من ثلاثين كلهم يزعم أنه رسول الله»[1]

"قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس کے قریب جھوٹے دجال نکلیں گے ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔"

اس نشانی کا وقوع ثابت ہوا اور یہ قیامت کی علامات میں سے ہے۔ قدیم اور جدید زمانے میں بہت سے مدعیانِ نبوت نکلے اور یہ بعید نہیں کہ جھوٹے، کانے دجال کے ظاہر ہونے تک ابھی اور دجال ظاہر ہوں۔ ہم دجال کے فتنے سے پناہ مانگتے ہیں!

② نبی مکرم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا، فرمایا:

«والله لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذابا آخرهم الأعور الكذاب»[2]

"بلاشبہ اللہ کی قسم قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس جھوٹے نکلیں گے ان میں سے آخری جھوٹا، کانا (دجال) ہوگا۔"

③ حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

---

١ صحیح بخاری: ۳۴۱۳

٢ مسند احمد: ۱۶/۵



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



«لا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من أمتي بالمشركين وحتى يعبدوا الأوثان وإنه سيكون في أمتي ثلاثون كذابون، كلهم يزعم أنه نبي، وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي»[1]

''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری اُمت کے کچھ قبائل مشرکین سے مل جائیں گے اور وہ بتوں کی پوجا کریں گے اور بلاشبہ میری اُمت میں تیس جھوٹے ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

ماضی میں ان لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد ظاہر ہوئی۔ نبی ﷺ کی آخر حیات میں اسود عنسی نے یمن میں دعوائے نبوت کیا۔ اس لحاظ سے یہ اسلام میں اللہ کے رسول ﷺ کے عہد میں پہلا ارتداد ہے۔ اسود عنسی کے جنگجو ساتھی بھی متحرک ہوئے اور وہ یمن کے تمام حصوں پر قابض ہوگئے۔ اس کے بعد نبی ﷺ کو اس واقعے کا علم ہوا تو آپ نے وہاں مسلمانوں کی طرف پیغام بھیجا جس میں آپ اُنہیں دشمنوں کے سامنے کھڑا ہونے اور ان سے لڑائی کرنے پر اُبھار رہے تھے تو مسلمانوں نے اس پر لبیک کہا اور اسی جگہ اسود کی بیوی کے تعاون سے اسے قتل کیا کہ جس سے اسود نے اس کے خاوند کے قتل کے بعد زبردستی شادی کرلی تھی، حالانکہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والی تھی۔ اسود کے قتل ہونے سے اسلام اور اہل اسلام کو غلبہ حاصل ہوا اور اُنہوں نے نبی ﷺ کو اس بارے خط لکھا۔ اس رات آسمان سے بھی آپ کو خبر آگئی تو آپ نے اپنے صحابہ ؓ کو خبر دی۔ اس جھوٹے نبی کے ظہور سے لے کر اس کے قتل تک تین ماہ کا عرصہ ہے اور ایک قول کے مطابق یہ وقفہ چار ماہ کا تھا۔

اور ان جھوٹے مدعیانِ نبوت میں سے طلیحہ بن خویلد اسدی ہے جو ۹ ہجری کو بنو اسد کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ یہ لوگ اسلام لائے اور اپنے شہروں کی طرف لوٹ گئے۔ طلیحہ نے نبی ﷺ کی حیات میں نبوت کا دعویٰ کردیا تو ضرار بن ازور اس کی طرف

1 جامع ترمذی: ۲۲۲۹



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



متوجہ ہوئے جو کہ بنو اسد پر عامل تھے۔ اُنہوں نے لوگوں کو مرتد کے خلاف کھڑا ہونے کا حکم دیا، لہٰذا طلیحہ کی قوت کمزور ہو گئی اس کا مؤاخذہ کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ بچا، پس اس پر تلوار چلائی گئی، لیکن تلوار نے اس پر کچھ اثر نہ کیا تو لوگوں کے درمیان یہ اس حیثیت سے مشہور ہوا کہ تلوار اس پر اثر نہیں کرتی، لہٰذا اس کی جمعیت زیادہ ہو گئی۔ نبی مکرم ﷺ کی وفات ہوئی اور یہ لوگ ابھی اسی روش پر قائم تھے۔ جب حضرت ابو بکر نے امر خلافت کا قلمدان سنبھالا تو خالد بن ولید کی قیادت میں اس کی طرف لشکر بھیجا۔ دونوں لشکروں کا ٹکراؤ ہوا۔ طلیحہ کا لشکر ہزیمت سے دوچار ہوا تو وہ اپنی بیوی کے ساتھ ملک شام کی طرف بھاگ گیا، پھر اس کے بعد وہ اسلام لے آیا اور اس کا اسلام بہتر ہو گیا۔ وہ مسلمانوں کے لشکر سے جاملا اور بڑی جانفشانی کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کیا۔

ان جھوٹے مدعیانِ نبوت میں سے مسیلمہ کذاب بھی ہے جو بنو حنیفہ کی جماعت کے ساتھ ہجری کے نویں سال وفد کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آیا۔ وفد کے یمامہ جانے کے بعد یہ اللہ کا دشمن مرتد ہو گیا اور دعوائے نبوت کرتے ہوئے کہا: کہ میں اس معاملے میں اللہ کے رسول کے ساتھ شریک ہوں اور اس کا دعویٰ تھا کہ تاریکی میں اس کے پاس وحی آتی ہے اسکی طرف سیدنا ابو بکر نے خالد بن ولید، عکرمہ بن ابی جہل اور شرحبیل بن حسنہ کی سرپرستی میں لشکر بھیجا تو مسیلمہ نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا سامنا کیا، اس کے پاس چالیس ہزار جنگجو تھے۔ ان کے درمیان فیصلہ کن معرکہ ہوا جس میں مسیلمہ اور اسکے لشکر کو شکست ہوئی۔ مسیلمہ وحشی بن حرب کے ہاتھوں قتل ہوا۔ حق کو غلبہ حاصل ہوا اور عَلَمِ توحید بلند ہوا۔

جھوٹے کذابین میں سے سجاح بنت حارث تغلبیہ بھی ہے، جو عرب کے عیسائیوں میں سے تھی۔ اس نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد نبوت کا دعوی کیا تو اس کی قوم اور غیر قوم سے بہت سے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ ارد گرد کے قبائل اس سے مل گئے حتی کہ یہ بنو تمیم تک پہنچ گئی اور ان سے معاہدہ کیا۔ اس نے پیش قدمی کو جاری رکھا یہاں تک کہ وہ یمامہ گئی اور وہاں مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں سے ملی۔ مسیلمہ سے شادی رچائی اور جب مسیلمہ کا قتل ہوا تو اپنے شہر واپس چلی گئی اور اپنی قوم بنی تغلب میں اقامت پذیر ہو گئی۔ اس کے بعد



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وہ اسلام لے آئی اور اس کا اسلام بہتر ہوا پھر وہ بصرہ منتقل ہوئی اور وہیں اس کی وفات ہوئی۔

تابعین اور مابعد کے زمانے میں مختار بن ابی عبید ثقفی کا ظہور ہوا جو اوّلاً شیعیت کے تعارف سے نمایاں ہوا تو شیعوں کی ایک بہت بڑی جماعت اس سے مل گئی تھی۔ یہ محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل تھا اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیتا تھا اور دعویٰ کرتا تھا کہ جبریل اس پر نازل ہوتا ہے۔ یہ کوفہ اور اس کے گرد و نواح پر غالب آگیا۔ اس نے کوفہ میں ہر اس شخص کو قتل کر دیا کہ جس نے میدانِ کربلا میں سیدنا حسین بن علیؓ سے جنگ کی تھی۔ اس کے اور مصعب بن زبیرؓ کے درمیان متعدد معرکے بپا ہوئے۔ آخر ایک معرکے میں اسے شکست ہوئی اور مصعب کو غلبہ حاصل ہوا، لہٰذا مختار قتل ہو گیا اور مسلمانوں کو اس خبر سے خوشی ہوئی۔

ان جھوٹے مدعیانِ نبوت میں سے ایک حارث بن سعید کذاب ہے کہ جس نے دمشق میں زہد اور عبادت گزاری کے حوالے سے شہرت پائی اور پھر یہ دعویٰ کر دیا کہ وہ نبی ہے اور جب اسے علم ہوا کہ یہ خبر خلیفہ عبد الملک بن مروان تک پہنچ گئی ہے تو وہ چھپ گیا اور لوگ اس کے بارے نابلد ہو گئے۔ اہل بصرہ میں سے ایک شخص نے اس کے ٹھکانے کو معلوم کر لیا اور حارث کی نبوت کا ظاہری اقرار کر لیا تاکہ اس پر قابو پا سکے۔ حارث نے حکم دے دیا کہ یہ آدمی جب بھی داخل ہونے کا ارادہ کرے اسے روکا نہ جائے، ازاں بعد یہ آدمی عبد الملک سے ملا اور اسے امر واقعہ کی خبر دے دی۔ عبد الملک نے اس کے ساتھ عجم سے ایک لشکر بھیجا جو اسے قید کر کے عبد الملک کے پاس لایا تو عبد الملک نے اہل علم و فقہ لوگوں کو حکم دیا کہ اسے وعظ کریں اور تعلیم دیں کہ اس کا یہ عمل شیطانی ہے۔ حارث نے ان کی بات قبول کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ عبد الملک نے اس کے بعد اسے سولی پر چڑھا دیا۔

## ۶۔ چرواہوں کی بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں مقابلہ بازی

لونڈی کا اپنی مالک کو جنم دے گی اور برہنہ پا، برہنہ بدن اور بکریوں کے چرواہے (گڈریئے) بلند قامت امارتوں پر فخر کریں گے۔ یہ ہیں قیامت کی وہ نشانیاں جن کی رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے اور ان میں سے بعض ظاہر بھی ہو چکی ہیں جو درج ذیل ہیں:



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



① لونڈی کا اپنی مالکہ یا مالک کو جنم دینا
② لوگوں کا بلند قامت عمارتوں پر فخر کرنا
③ جھونپڑیوں میں زندگیاں گزارنے والے اونٹوں اور بکریوں کے چرواہوں کا اپنے گھروں کی تزیین وآرائش میں لگ جانا۔

مذکورہ علامات کی نشاندہی حدیثِ جبریل سے ہوتی ہے، جب جبریل نے حضور کی مجلس مبارک میں حاضر ہو کر اسلام، ایمان، احسان اور قیامت کے متعلق دریافت فرمایا تھا۔ چنانچہ جبریل نے آپ سے قیامت کے ظہور کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اس مسئلہ میں مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا تو پھر جبریل امین علیہ السلام فرمانے لگے کہ اس کی نشانیوں سے ہی آگاہ کر دیجئے تو آپ نے فرمایا:

”لونڈی مالکہ کو جنم دے گی، مزید یہ کہ تو دیکھے گا وہ لوگ جن کے پاس قدموں میں پہننے کے لیے جوتا نہیں، تن ڈھانپنے کے لیے پوشاک نہیں، آتش شکم سرد کرنے کے لیے نوالہ بھی میسر نہیں، وہ بلند وبالا اور رفیع قامت عمارتوں پر فخر کرنے لگیں گے۔“[1]

اس حدیث میں علاماتِ قیامت کے حوالے سے یہ جو بات ذکر کی گئی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ حالات اور قدریں تبدیل ہو جائیں گی۔ تمام اُمور کی باگ دوڑ نا اہل لوگوں کے ہاتھ آجائے گی یا ہر کام اپنے غیر محل سے سرانجام پائے گا یعنی بیٹا آقا ہو گا جب کہ مائیں لونڈیاں ہو گی اور یہ ہو گا بھی اس وقت جب اسلام کی وسعت اطراف عالم میں ہو گی۔ لونڈیوں کی کثرت ہو گی اور لوگ اُنہیں محل سراؤں میں رکھیں گے جس کی وجہ سے ان کے ہاں اولادیں ہو گی۔ چنانچہ اس معنٰی میں آدمی اپنی ماں کا مالک ہو گا، کیونکہ ماں تو اس کے باپ کی لونڈی تھی اور باپ کی ملکیت تو اس کے اولاد (بیٹا، بیٹی) کی طرف لوٹتی ہے اور وہ باپ کے حسب ونسب میں شریک ہوتا ہے۔

---

1 صحیح مسلم: ۸



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسی طرح برہنہ پاؤں، برہنہ بدن گڈریوں سے مراد وہ جاہل اور ظالم لوگ ہیں جن کے مالدار ہونے کی وجہ سے اقدار بدل جائیں گی اور وہ لوگوں کے لیڈر بن بیٹھیں گے۔ بلند و بالا عمارتیں بنانے میں وہ فخر محسوس کریں گے بلکہ اسے وجہ فخر و غرور ٹھہرا کے اس میں مسابقت کرنے کی کوشش کریں گے۔ علامہ محمود تویجری فرماتے ہیں:

"عمارتوں میں فخر و غرور سے مراد ہے کہ کئی منزلہ اور سر بفلک گھر تعمیر کریں گے۔ جو بڑے خوبصورت، مزین و آراستہ اور مضبوط بنیادوں والے ہوں گے۔ مزید یہ کہ بڑے وسیع اور کثیر المجلس ہوں گے۔ یہ سب کچھ ہمارے زمانے میں ہو رہا ہے جب سے برہنہ پا اور برہنہ بدن لوگوں کے پاس مال و دولت کی فراوانی اور دنیا کی فراوانی آئی ہے۔"

مذکورہ دو علاماتِ قیامت کے معنی و مفہوم کے تعین میں علما کے ہاں اختلاف ہے:

امام نووی فرماتے ہیں:

"حدیث کے یہ الفاظ یعنی 'لونڈی کا اپنے مالک یا مالکہ کو جنم دینا' تین طرح آئے ہیں:

① «أن تلد الأمة ربتها» لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی۔

② «أن تلد الأمة ربها» لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی یعنی مذکر کا ذکر ہے۔

③ «أن تلد الأمة بعلها» لونڈی اپنے شوہر کو جنم دے گی۔

اور ربها وربتها کا معنی ہے: سيدها ومالكها اور سيدتها ومالكتها یعنی اس کا آقا و مالک یا اس کی مالکہ۔ اکثر علما کا کہنا ہے کہ یہ اس بات کی خبر ہے کہ لونڈیوں اور ان کی اولادوں کی کثرت ہو جائے گی، لہٰذا اگر وہ لونڈی اپنے مالک کی وجہ سے بیٹا جنم دے گی تو وہ گویا اس کا بھی مالک ہی ہو گا، کیونکہ انسان کا مال اس کی اولاد کا ہی ہوتا ہے۔ اس حالت میں وہ بیٹے اپنے مال میں مالکوں جیسا ہی تصرف کریں گے خواہ باپ کی طرف سے اجازت ہو یا حالیہ و عرفی قرینہ کی وجہ سے۔

یہ بھی کہا گیا کہ اس کا مطلب ہے کہ لونڈیاں بادشاہوں کو جنم دیں گی۔ چنانچہ ماں بمنزلہ رعایا کے ہو گی اور بیٹا بشمول ماں کے اپنی رعیت یا عوام کا لیڈر ہو گا۔

اور یہ رائے بھی اپنائی گئی ہے کہ لوگوں کی اخلاقی حالت اتنی بگڑ جائے گی کہ مائیں



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کثرت سے فروخت ہوں گی۔ تاجر یا خریدنے والوں کے ہاتھوں اس کثرت فروختگی کی وجہ سے بیٹا لاعلمی میں اپنی ماں خرید بیٹھے گا۔ ان مفاہیم کے علاوہ بھی چند مفاہیم نکالے گئے ہیں۔ ہماری رائے میں یہ تمام مفاہیم کمزور اور فاسد ہیں، اس لیے ہمیں ان سے تعرض نہیں کرنا چاہیے۔"[1]

علامہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"اگرچہ اس حدیث کے مفہوم میں سلف وخلف کے ہاں اختلاف ہے لیکن ابن التین فرماتے ہیں کہ اس میں سات طرح کے اقوال کا اختلاف ہے، لیکن وہ سب آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ میں ان کے مشترکہ مفاہیم چھوڑ کر ان کا خلاصہ بیان کروں تو وہ چار طرح کے اقوال ہوں گے جو درج ذیل ہیں:

① خطابی فرماتے ہیں: "اسلام کی وسعت سے مراد اہل اسلام کا سرزمین شرک پر غلبہ ہے، ان کی اولادوں کو قید کرنا ہے۔ اس وقت جب کوئی شخص لونڈی کا مالک بن کر اس سے بچہ پیدا کرے گا تو وہ بچہ اس لونڈی کا مالک ہو گا، کیونکہ وہ اس کے مالک کا بیٹا ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں: "اکثر علمانے اگرچہ یہی رائے اپنائی ہے، لیکن مجھے اس رائے کو تسلیم کرنے میں تامل ہے، کیونکہ جب بات آپ نے فرمائی تھی یا اسلام کا آغاز تھا تو اس وقت بھی لونڈیاں مسلمانوں کے لیے بچے جنم دے رہیں تھیں جبکہ حدیث کا سیاق کلام ایسی بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو ابھی ہوئی نہیں بلکہ قربِ قیامت واقع ہونی ہے۔"

② دوسرا قول یہ ہے کہ مالکائیں ایسی ماؤں کو فروخت کریں گی جو اولاد والی ہوں گی۔ یہ کام اتنی کثرت سے ہو گا کہ بادشاہوں کی عادت بن جائے گی کہ وہ اولاد والی لونڈیاں خریدیں۔ ایسے ہی لاشعوری میں بیٹا اپنی ماں خریدے گا۔ واضح رہے کہ قیامت کے نزدیک یہ دو وجہ سے ہو گا:

ا۔ یا تو یہ جہالت کی بنیاد پر ہو گا کہ لوگوں کو یہ پتا ہی نہیں ہو گا کہ بچوں والی مائیں فروخت کرنا حرام ہے۔

1 شرح صحیح مسلم: ۱/۱۵۸



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ دوسرا یہ کہ (لوگ) احکامِ شرعیہ کی اہانت کرنے کی خاطر یوں کریں گے۔

③ تیسری رائے یہ ہے کہ یہاں قیامت سے پہلے حالات کی خرابی کی طرف اشارہ ہے۔ نووی فرماتے ہیں کہ اسے اولاد کو ماؤں کے ساتھ سلوک کا مفہوم متعین کرتے ہوئے اس پر محمول نہ کیا جائے کہ جائز بیٹا ہی اپنی ماں کو خریدے گا بلکہ ان کے علاوہ صورتوں میں بھی اسے متصور کیا جائے گا۔ وہ اس طرح کہ لونڈی "وطء شبھة" 'رفیق نکاح' یا 'زنا' کی وجہ سے ایک ایسے آزاد کو جنم دیتی ہے، ایسا آزاد جو کہ اس کے حقیقی مالک سے نہیں ہے۔ پھر لونڈی کو دونوں صورتوں میں جائز بیع کرتے ہوئے فروخت کر دیا جاتا ہے۔ ایسے ہی اس کی فروختگی کا سلسلہ چلتا رہتا ہے حتی کہ اس کا بیٹا یا بیٹی اسے خرید لے گی۔

④ چوتھا قول: اولاد والدین کی بڑی نافرمان ہو جائے گی۔ بیٹا اپنی ماں کی توہین کرتے ہوئے ایسے پیش آئے گا جیسے مالک اپنی لونڈی سے پیش آتا ہے۔ اسے گالیاں دے گا، مارے گا اور خدمت لے گا۔ اسے مجازی طور پر مالک کہا گیا ہے یا پھر یہ مراد ہو گی کہ مربی کا ربّ بن جائے گا تو اس وقت اسے حقیقت پر محمول کیا جائے گا۔ اپنے عموم کے اعتبار سے یہ بہترین توجیہ ہے، کیونکہ حدیث اس بات کی وضاحت کر رہی ہے کہ حالات خراب ہو جائیں گے۔ معاملات اُلٹ پلٹ ہو جائیں گے اور مربیؑ (جس کی تربیت کی جاتی ہے)، خود وہ مربِّی (تربیت کرنے والا) ہو جائے گا۔

باقی رہی یہ بات کہ لوگ عمارتوں پر فخر کریں گے تو وہ ہمارے زمانے میں ظاہر ہی ہے۔ لوگ کثرتِ مال کے سبب تزیین وآرائش کے ساتھ گھروں کو وسیع کرنے میں مسابقت کر رہے ہیں۔ حتی کہ فقیر و ضرورت مند لوگوں نے بھی کئی منزلہ گھر بنا لئے ہیں اور اس میں مسابقت بھی کر رہے ہیں۔

یہ تمام باتیں جن کی صادق و مصدوق نبی ﷺ نے خبر دی تھی، پوری ہو چکی ہیں جیسا کہ عمر بن خطابؓ کی حدیث سے واضح ہے اور عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت میں بھی آتا ہے کہ جبریلؑ نے آپ سے کہا کہ مجھے قیامت کے متعلق بتائیے، وہ کب آئے گی؟ تو آپ نے فرمایا:



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"سبحان اللہ پانچ باتوں کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، ہاں اگر تو چاہتا ہے تو میں قیامت کی علامتیں تیرے سامنے بیان کرتا ہوں۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: ہاں یارسول اللہ ﷺ! میرے لیے بیان کر دیجیے، تو آپ نے فرمایا: جب تو دیکھے کہ لونڈی نے اپنی مالکہ یا مالک کو جنم دیا ہے اور تو دیکھے کہ بکریوں کے چرواہے عمارتیں بنانے میں فخر محسوس کر رہے ہیں اور تو دیکھے کہ بھوکے، برہنہ پا اور برہنہ بدن لوگ عوام کے لیڈر بن گئے ہیں تو سمجھ لینا کہ یہی قیامت کی علامتوں اور نشانیوں میں سے ہے۔ جبریل نے دریافت کیا: یارسول اللہ بکریوں کے چرواہے، برہنہ پا و بدن سے کون لوگ مراد ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد 'عرب' ہیں۔"[1]

امام قرطبی فرماتے ہیں:

"اس سے مقصود حالات کی تبدیلی ہے یعنی بدوؤں کے ہاتھ زمام حکومت آجائے گی تو وہ ملکوں پر قہر و جبر کے ساتھ قبضہ کریں گے جس کی وجہ سے ان کے ہاں مال کی فراوانی ہو جائے گی اور مضبوط عمارتیں بنائیں گے پھر ان پر فخر کرنے میں اپنی ہمتیں صرف کریں گے۔ یقیناً اپنی زمانے میں ہم نے اس چیز کا مشاہدہ کیا ہے۔"[2]

ابن رجب حنبلی فرماتے ہیں:

"حدیث میں علاماتِ قیامت کے حوالے سے جو باتیں ذکر کی گئی ہیں ان کا مطلب ہے کہ معاملات نااہل لوگوں کو سپرد کر دیے جائیں گے جیسے کہ آپ نے اس شخص کے لیے فرمایا تھا جس نے قیامت کے متعلق سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

" جب کام نااہل لوگوں کو سپرد کر دیے جائیں تو پھر قیامت کا انتظار کرو۔"[3]

چنانچہ جب برہنہ پا و بدن اور گڈریے لوگوں کے لیڈر بن جائیں — واضح رہے کہ یہی لوگ جاہل و ظالم ہیں — اور مالدار عمارتوں میں فخر کریں تو یہی چیز دین و دنیا کے نظام کو خراب کرنے والی ہے۔"[4] حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

۱ مسند احمد:۴/۳۲۲،.... حافظ احمد شاکر کہتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے۔
۲ فتح الباری:۱/۱۲۳
۳ صحیح بخاری:۵۹
۴ جامع العلوم والحکم:۳۶



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"عمارتوں میں فخر سے مراد ہے کہ ہر کوئی جب عمارت بنانے کا ارادہ کرے گا تو وہ چاہے گا کہ میری عمارت دوسرے سے زیادہ بلند ہو یا پھر یہ کہ عمارتوں کے نقش ونگار اور تزیین وآرائش میں فخر کریں یا اس سے بھی زیادہ عام معنیٰ مراد ہو۔"

۷. علم کا اُٹھ جانا اور جہالت کا عام ہو جانا

قیامت کی جن نشانیوں کے بارے میں آپ نے بتلایا ہے، ان میں سے یہ بھی ہے کہ علم اٹھ جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی۔ چنانچہ ابو موسیٰ اور عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"بلاشبہ قیامت سے پہلے چند دن ایسے بھی آئیں گے جن میں علم اُٹھ جائے گا، جہالت اُتر پڑے گی اور اس میں قتل وفساد کثرت سے ہو گا۔"[1]

سیدنا انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک علم کا اُٹھا لیا جانا، جہالت کا عام ہو جانا، شراب پیا جانا اور زنا عام ہو جانا، قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔"[2]

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا:

"وہ وقت قریب آرہا ہے جب عمل کم ہو جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے اور قتل وفساد بہت زیادہ ہو گا۔"[3]

ابن العربی فرماتے ہیں:

"مشائخ کا کہنا ہے کہ علم اُٹھ جانے سے مراد ہے، علم کا وجود دلوں سے مٹ جائے، علم ہم سے پہلوں کے پاس تھا، پھر ہمارے سپرد کیا گیا۔ اب ہمارے اندر علما کی موت سے علم اُٹھ جائے گا۔"

بعض علما کا کہنا ہے کہ علم کے اُٹھ جانے سے مراد ہے بے عملی، چنانچہ لوگ قرآن حفظ تو



---

۱ صحیح بخاری:۷۰۶۲
۲ ایضاً:۶۸۰۸
۳ ایضاً:۷۰۶۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کریں گے لیکن اس پر عمل نہیں کریں گے۔ میرے نزدیک تین طریقوں سے علم ختم ہو گا:

① ایک آدمی گناہ کا ارتکاب کرے گا، چنانچہ اس کے گناہوں کی وجہ سے اس سے علم ختم ہو جائے گا۔

② ایک آدمی قرآن کی قراءت کرے گا اور اس پر عمل نہیں کرے گا۔

③ ایک عالم فوت ہو گا اس حال میں کہ اسکے علم سے کسی نے بھی کوئی نفع نہیں اُٹھایا ہو گا۔

امام قرطبی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم قلیل ہو جائے گا اور جہالت کثیر ہو جائے گی۔ چنانچہ قلتِ علم اور کثرتِ جہل تمام ممالک میں عام ہے۔ فرماتے ہیں میرے نزدیک علم کا اُٹھ جانا اور اس کی قلت سے مراد ہے کہ علم کے مطابق علم چھوڑ دینا۔"[1]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"یہ بھی کہا گیا ہے کہ نقص علم سے مراد ہے کہ پوری دنیا کو نسیان لاحق کر دیا جائے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نقص علم سے مراد علما کی موت ہے۔ چنانچہ جب کوئی عالم فوت ہو گا تو اس کا جانشین نہیں پیدا ہو گا۔ اس طرح جن جگہوں سے علما اُٹھ جائیں گے وہاں سے علم بھی اٹھ جائے گا۔"[2]

رفع علم اور کثرتِ جہالت کے بارے میں جتنی احادیث بھی آئی ہیں ان سے مراد ہے کہ علما فوت ہو جائیں گے، صرف جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے۔ لوگ انہیں لیڈر بنائیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"بے شک اللہ تعالیٰ علم کو براہ راست نہیں اٹھالے گا بلکہ وہ علما کو قبض کرنے کے ساتھ علم قبض کرے گا۔ روئے زمین پر کوئی بھی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جہلا کو اپنا

١ التذکرۃ: ص ۷۴۸، ۷۴۹

٢ فتح الباری: ۱۳/۱۷



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لیڈر بنائیں گے۔ ان سے سوال کریں گے وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے چنانچہ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور اُنہیں بھی گمراہ کریں گے۔"[1]

ابو امامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر اونٹ پر فضل بن عباسؓ کے پیچھے سوار تھے، کھڑے ہوگئے اور فرمایا:

"اے لوگو! علم قبض اور اُٹھ جانے سے سے پہلے لے لو۔" چنانچہ اللہ نے فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴾[2]

امامہ ابو باہلی فرماتے ہیں:

"جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم آپ سے زیادہ سوال کرنا پسند نہیں کرتے تھے اور بچنے کی کوشش کرتے تھے۔ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہمارے پاس ایک اعرابی آیا ہم نے اسے ایک چادر رشوت میں دی، اس نے پگڑی باندھ لی، میں نے اس کے دائیں جانب لٹکائے ہوئے پگڑی کے کپڑے کا حاشیہ بھی دیکھا۔ پھر ہم نے اسے کہا آپ سے سوال کر۔ چنانچہ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! علم کیسے اٹھالیا جائے گا جبکہ مصاحف ہمارے پاس ہیں، ان سے ہم خود بھی سیکھتے ہیں اپنے بچوں، عورتوں اور خادموں کو سکھلاتے ہیں؟ آپ نے اپنا سر مبارک اٹھاتے ہوئے فرمایا: تیری ماں تجھے گم پائے۔ یہ یہود ونصاریٰ ہیں، کیا ان کے پاس مصاحف نہیں ہیں، اس کے باوجود ان کے انبیا جو لے کر آئے تھے اس میں ایک حرف سے بھی ان کا تعلق نہیں، خبردار علم چلے جانے سے مراد علما کا چلا جانا ہے۔"[3]

امام نووی فرماتے ہیں کہ

"عبد اللہ بن عمرو کی گذشتہ حدیث کے حوالے سے مراد یہ نہیں کہ حفاظ کے سینے سے مٹ جائے گا بلکہ اس سے مراد ہے کہ علما چل بسیں گے۔ لوگ جہلا کو لیڈر



۱ صحیح بخاری:۱۰۰
۲ المائدۃ:۱۰۱
۳ مسند احمد:۵/۲۶۶؛ سنن دارمی (۱/۶۸) مختصر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بنالیں گے وہ جہالت کے ساتھ فیصلے کریں گے چنانچہ وہ خود بھی گمراہ ہوں اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔"[1]

آج سے پہلے آپ نے یہ بات کہی تھی، وہ ہمارے وقت پر کیسے صادق آرہی ہے۔ ابن بطال فرماتے ہیں:

"اس حدیث پر مشتمل قیامت کی جتنی علامات بیان کی گئیں ہیں، وہ سب خاص طور پر ہم نے اپنے زمانے میں دیکھ لی ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ علم کم ہوگیا ہے اور جہالت عام ہوگئی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں بخیلی بڑھ گئی ہے، فتنے عام ہوگئے ہیں اور قتل وغارت کثرت سے ہونے لگی ہے۔"[2]

اسی وجہ سے سلف طلبِ علم پر اُبھارتے تھے۔ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

"علم قبض ہونے سے پہلے لازمی حاصل کرو اور اس کا قبض ہونا علما کا چلے جانا ہے، تم پر عمل کرنا لازم ہے۔ بلاشبہ تمہارا کوئی ایک نہیں جانتا کہ کب وہ اس کا محتاج ہو جائے، لٰہذا تم پر علم حاصل کرنا لازم ہے، ہاں کنہ و کرید سے بچ جاؤ۔"[3]

سیدنا ابو درداؓ فرماتے ہیں:

"مجھے افسوس ہے کہ علما جا رہے ہیں اور تمہارے جہلا 'علم' سیکھتے ہی نہیں۔ لوگو! علم اُٹھ جانے سے پہلے سیکھ لو، کیونکہ علم علما کے چلے جانے سے اٹھ جاتا ہے۔"[4]

اس بات کا کلی مصداق ہمارے زمانے میں ظاہر ہوگیا ہے۔ چنانچہ علم صرف تھوڑے سے لوگوں کے پاس باقی رہ گیا ہے۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل

نوٹ: علم کے اٹھائے جانے سے مراد دینی اور شرعی علم کا اُٹھ جانا ہے، جیسا کہ آج ہمارے زمانے میں ہوا ہے۔ جہاں تک دنیوی یا سائنسی علوم کی بات ہے تو اس میں روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور دنیوی مفادات سے متعلقہ علوم میں بہت سا اضافہ ہو چکا ہے۔

---

۱ شرح مسلم از امام نووی: ۱۶/ ۲۲۴

۲ سیر اعلام النبلاء: ۱۸/ ۴۷، شذرات الذہب: ۳/ ۲۸۳

۳ سنن الدارمی: ۱/ ۶۸

۴ سنن الدارمی: ۱/ ۶۹



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۸. جانور اور جمادات کا انسان کے ساتھ کلام کرنا

قیامت کی جن نشانیوں کے بارے آپ نے اطلاع دی ہے، ان میں سے یہ بھی ہے کہ جانور انسانوں سے کلام کریں گے۔ آدمی کی ران بتائے گی کہ اس کی بیوی سے اس کی عدم موجودگی میں کس نے بات کی ہے۔

جوتوں اور کوڑے (چابک) کا بات کرنا: ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ آپ صبح کی نماز پڑھا کر لوگوں سے متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا:

"بنی اسرائیل میں ایک آدمی بازار میں گائے ہانک رہا تھا جب وہ اس پر سوار ہو گیا اور اسے مارا تو گائے کہنے لگی، ہم ان کاموں کے لیے پیدا نہیں کی گئیں ہم تو صرف کھیتی کے لیے پیدا کی گئیں ہیں۔ لوگوں نے یہ حال دیکھ کر کہا: سبحان اللہ گائے بھی باتیں کرتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں، ابو بکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں۔ حالاں کہ ابو بکرؓ و عمرؓ وہاں نہ تھے۔ پھر فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک آدمی اپنی بکریوں میں تھا، اچانک ایک بھیڑیے نے ان پر چھلانگ لگائی اور ایک بکری اُچک کرلے گیا۔ یہ آدمی اسے بھیڑیے کے پیچھے گیا حتیٰ کہ بھیڑیے کے منہ سے بکری چھین لی۔ تو بھیڑیا کہنے لگا: اے شخص آج تو نے اسے مجھ سے چھڑا لیا ہے۔ (قیامت کے قریب) درندوں کے دن اس کی کون حفاظت کرے گا۔ جب میرے علاوہ اس کا کوئی محافظ نہیں ہو گا۔ لوگ یہ سن کر تعجب سے کہنے لگے۔ سبحان اللہ! بھیڑیا بھی باتیں کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں، ابو بکر اور عمر اس پر ایمان لاتے ہیں۔ حالاں کہ ابو بکرؓ و عمرؓ وہاں نہ تھے۔"[1]

ابو سعید فرماتے ہیں:

"بھیڑیے نے بکری پر چھلانگ لگا کر اسے اُچک لیا تو چرواہا اسے بچا لے گا۔ پھر بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ گیا[2]۔ اور کہنے لگا کیا تو اللہ سے ڈرتا نہیں؟ اللہ نے جو مجھے رزق دیا ہے تو مجھ سے چھینتا ہے۔ آدمی کہنے لگا: تعجب ہے بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ کر انسانوں

---

۱ صحیح بخاری: ۳۴۷۱

۲ حدیث میں بیٹھنے کے الفاظ (اقعیٰ) آئے ہیں جس کا معنی ہے پچھلی ٹانگیں زمین پر پھیلا کر سرین پر بیٹھنا اور اگلی ٹانگیں کھڑی کرنا۔ چنانچہ عربی میں کہتے ہیں: اقعیٰ الکلب ونحوہ کتے وغیرہ کا پچھلی ٹانگوں کو زمین پر پھیلا کر سرین پر بیٹھنا اور اگلی ٹانگوں کو کھڑا کرنا۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی طرح کلام کرتا ہے۔ تو پھر بھیڑیا کہنے لگا: کیا اس سے بھی زیادہ تعجب والی بات کی میں تجھے خبر نہ دوں؟ اور وہ یہ کہ محمدؐ یثربی اس بارے میں لوگوں کو پہلے ہی آگاہ کر چکے ہیں۔ وہ اس طرح کہ ایک دفعہ ایک چرواہا اپنی بکریاں ہانکتا ہوا مدینہ داخل ہوا۔ وہ انہیں مدینہ کے کسی گوشے میں لے گیا۔ اسی دوران آپ نے حکم دیا تو باجماعت نماز کی منادی ہوئی۔ پھر آپ نکلے اور چرواہے سے کہا کہ انہیں بتاؤ تو اس نے بتادیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اس نے سچ بولا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے انسانوں سے کلام نہیں کریں گے اور جب تک آدمی کے جوتے کا تسمہ، چابک کا کنارہ بات نہیں کرے گا اور آدمی کی ران اسے خبر دے گی کہ اسکی بیوی نے اس کے بعد باتیں کی ہیں۔"[1]

قرطبی فرماتے ہیں:

"اس حدیث میں نیچریوں، زنادقہ اور ملحدین کے انکار کی تردید ہے، کیونکہ نطق کلام، ہیبت ورعب[2] پر دلالت نہیں کر رہا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا ہے: "وہ جمادات وحیوانات کے بارے میں جو اس خالق رحمان نے مقدر فرمایا ہے، اس میں سے جب چاہے پیدا فرما سکتا ہے اور جس چیز کو چاہے پیدا فرما سکتا ہے، کیونکہ خلف وسلف میں سے جو عقائد کے ماہرین ہیں ان کی وہی رائے ہے جو کئی اَحادیث میں آئی ہے یعنی حجر و شجر جیسے عمومی طور پر اس کے فرمانبردار ہیں ایسے ہی نطق وکلام میں بھی اس کی مشیت کے تابع ہیں۔ چنانچہ ابن دحیہ کلبی[3] نے بھی روایت کیا ہے۔ صحیحین میں باتفاق علما گائے اور بھیڑیے والی حدیث سے ثابت ہے کہ وہ دونوں قربِ قیامت کلام کریں گے۔"[4]

---

۱ مسند احمد: ۳/ ۸۳، ۸۴

۲ مذکورہ گروہوں کے نزدیک حدیث میں مذکور الفاظ کے مجازی معنی مراد ہیں، یعنی جانور وجمادات حقیقت میں کلام نہیں کریں گے بلکہ مراد ہیبت ورعب ہے، جب کہ اس حدیث میں اس کی واضح تردید ہے۔

۳ ابوخطاب عمر بن حسن علی جمیل کلبی دانی، علامہ محدث کبار علما اور مشہور فضلاء میں شمار ہوتا ہے۔ حدیث، نحو، لغت، تاریخ عرب اور عربی اشعار کے ماہر تھے۔ متوفی ۶۳۳ھ

۴ سیر اعلام النبلاء: ۲۲/ ۳۸۹۔ ۳۹۴؛ شذرات الذہب: ۵/ ۱۶۰؛ مزید دیکھیے التذکرة في أحوال الموتٰی



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ تمام اَحادیث جو کہ علاماتِ قیامت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں اگرچہ خوارقِ عادت کی قبیل سے ہیں لیکن ان پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق کرنا واجب ہے، کیونکہ بطریق صحیح ثابت ہیں۔

## 9. قطع رحمی، بری ہمسائیگی اور فسادات کا عام ہو جانا

آپ کو جن علاماتِ قیامت کے بارے میں مطلع کیا گیا ہے، ان میں قطع رحمی، بری ہمسائیگی اور فواحش وفسادات کا عام ہونا بھی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کی روایت اس بارے میں رہنمائی کرتی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"قیامت اس وقت ہی آئے گی جب فواحش ومنکرات اور قطع رحمی وبری ہمسائیگی عام ہو جائے گی۔"[1]

جس بات کی آپ نے اطلاع دی تھی وہ پوری ہو چکی۔ چنانچہ ہم اپنی آنکھوں سے آج لوگوں کے درمیان فسادات، قطع رحمی اور ہمسائیگی کا برا سلوک دیکھ رہے ہیں۔ محبت کی جگہ بغض ونفرت نے لے لی ہے۔ آج پڑوسی، پڑوسی کو پہچانتا ہی نہیں، عزیز واقارب ایک دوسرے کی موت وحیات سے بے خبر ہیں۔ ان کے باہمی رویوں پر ہم حسبنا اللہ ونعم الوکیل ہی کہہ سکتے ہیں۔ جب کہ قرآن وسنت میں قطع رحمی پر بڑی تنبیہ کی گئی اور اسے جنت سے محرومی ودوری کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے:

"اب کیا تم لوگوں سے اسکے سوا کچھ اور توقع کی جاسکتی ہے کہ اگر تم اُلٹے منہ پھر گئے تو زمین میں پھر فساد برپا کروگے اور آپس میں ایک دوسرے کے گلے کاٹو گے۔"[2]

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے: "قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔"[3]

انس بن مالک کی حدیث میں تو آپ ﷺ نے صلہ رحمی پر اُبھارا ہے اور اسے طولِ عمر، کثرتِ رزق اور اللہ کی رضا کا سبب کہا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:



وأمور الآخرۃ: ۷۴۶

1 مسند احمد: ۱۰/۲۶تا۳۱

2 سورہ محمد: ۲۲،۲۳

3 صحیح بخاری: ۷۲۱۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"جو رزق میں وسعت چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔"[1]

کتاب وسنت کے کئی دلائل تنگ دستوں سے احسان، اکرام اور انہیں تکلیف نہ دینے پر دلالت کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

" اور تم سب اللہ کی بندگی کرو، ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آو، اور پڑوسی رشتہ دار سے، اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے ساتھی اور مسافر سے اور ان لونڈی غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں، احسان کا معاملہ رکھو۔"[2]

آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہیں دیتا۔"[3]

اور مزید فرمایا کہ "پڑوسیوں کے بارے میں جبریل علیہ السلام نے مجھے اتنی بار وصیت کی کہ میں سمجھنے لگا کہ شاید وہ وراثت میں شریک ہو گا۔"[4]

شریح روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں ہو سکتا، اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں ہو سکتا، اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں ہو سکتا۔ پوچھا گیا: کون یا رسول اللہ! فرمایا: جس کا پڑوسی اس کی اذیتوں سے محفوظ نہیں ہے۔"[5]

## ۱۰. زلزلوں کی کثرت، خسف، قذف اور مسخ کا ظاہر ہونا

قیامت کی نشانیوں اور علامات جو اَحادیث میں وارد ہوئی ہیں اِن میں سے یہ بھی ہے کہ زلزلے کثرت سے آئیں گے۔ خسف[6]، قذف[1] اور مسخ[2] کا ظہور ہو گا۔

---

۱ ایضاً:۵۹۸۴

۲ سورۃ النساء:۳۶

۳ صحیح بخاری:۲۰۱۸

۴ ایضاً:۲۰۱۴

۵ ایضاً:۲۰۱۶

۶ مراد زمین کا دھنسنا جیسا کہ قرآن میں ہے: ﴿فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ﴾ (القصص:۸۱؛ لسان العرب:۹/۶۷)



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حافظ ابن حجر رقم طراز ہیں:

''شمالی، مشرقی اور کئی مغربی ممالک میں بہت زیادہ زلزلے آ چکے ہیں لیکن اَحادیث میں جو وارد ہوا ہے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے مراد زلزلوں کی کثرت میں ہمیشگی اور پوری زمین کو شامل ہونا ہے۔''[۳]

مذکورہ علامات کے بارے میں درج ذیل اَحادیث وارد ہیں:

① حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ علم قبض کر لیا جائے اور زلزلوں کی کثرت ہو جائے۔''[۴]

② سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اس اُمت کے آخر میں خسف، قذف اور مسخ ہوگا۔ فرماتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے اور ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے؟ فرمایا: ہاں! جب خباثت عام ہو جائے گی۔''[۲]

③ عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس اُمت میں خسف، مسخ اور قذف ہے۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کب ہوگا۔ فرمایا: جب آلاتِ موسیقی اور مغنّیات کی کثرت ہو جائے گی۔ مزید یہ کہ شراب پینا عام ہو جائے گا۔''[۵]

④ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

۱ تیر، کنکر، کلام اور ہر چیز کے پھینکنے کو قذف کہتے ہیں۔ (لسان العرب: ۹؍۲۷۷)

۲ شکل وصورت کے پہلے سے زیادہ بدتر صورت میں تبدیل ہو جانے کو مسخ کہتے ہیں۔ مسخ کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن العربی نے کہا ہے کہ یہاں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے حقیقت پر محمول کیا جائے جیسا کہ گذشتہ اُمتوں میں ہو چکا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اخلاقیات کی طرف اشارہ ہو۔ ابن حجر کا کہنا ہے کہ پہلا معنی سیاقِ کلام کے زیادہ مناسب ہے۔

۳ فتح الباری: ۱۳؍۸۷

۴ جامع ترمذی: ۷؍۱۹۴

۵ ایضاً: ۲۲۱۲



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"جب فے کو دولت، اَمانت کو غنیمت، زکاۃ کو قرض سمجھ لیا جائے گا، جب دین کے علاوہ تعلیم حاصل کی جائے گی، جب آدمی اپنی بیوی کی فرمانبرداری اور ماں کی نافرمانی کرے گا، اپنے دوست سے قربت، باپ سے دوری اختیار کرے گا، مساجد میں آوازیں بلند ہونے لگیں گی، جب قبیلہ کا سردار اُن میں سب سے زیادہ فاسق شخص ہو گا، ان میں سے ذلیل ترین قوم کا قائد ہو گا، جب آدمی کی عزت اس کے شر کے خوف سے کی جائے گی، مغنّیات اور آلاتِ موسیقی ظاہر ہو جائیں گے، جب شراب پی جائے گی، جب اس اُمت کے بعد والے پہلوں پر لعنت بھیجیں گے تو اُس وقت سرخ آندھی، زلزلہ، خسف، مسخ اور قذف کا انتظار کرو۔"[1]

⑤ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک خسف، مسخ اور قذف زنادقہ اور اہل قدر[2] میں ہو گا۔"

چنانچہ نافع سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

"اسی دوران ہم عبد اللہ بن عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا، اس نے کہا: فلاں آپ پر سلام بھیجتا ہے۔ وہ آدمی اہل شام سے تھا۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا: مجھے پتہ چلا ہے اس نے ایک بدعت ایجاد کی ہے، اگر اس طرح تُو اسے ملے تو میری طرف سے اسے سلام نہ بھیجنا کیونکہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے :

"بلاشبہ عنقریب اس اُمت میں مسخ، قذف ہو گا اور وہ زنادقہ اور قدریہ میں ہو گا۔"[3]"

یہ تمام سابقہ اَحادیث جن میں خسف، مسخ اور قذف کا ذکر کیا گیا ہے اور نافرمانوں میں سازندوں والے شرابیوں کے لئے سخت وعید آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کا اِن سزاؤں کے ساتھ تعاقب کریں گے یا ان میں سے بعض کا تعاقب کریں گے۔ جیسے جیسے علاماتِ قیامت کے ظاہر ہونے کا وقت قریب آتا جائے گا ان کے گناہ اور نافرمانیاں زیادہ ہوتی جائیں گی کیونکہ قیامت اللہ کی بدتر مخلوق پر قائم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

---

١ جامع ترمذی:۲۲۱۱

۲ "تقدیر کا انکار کرنے والے کہ انسان اپنے اقوال و افعال میں خود مختار ہے۔"

۳ مسند احمد:۹/۸۳



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ